کراچی میں
حضرت جی دامت برکاتہ کی
علماء کرام کے ساتھ
ایک نشست

مؤلف:۔ شہریار

جنوری ۲۰۰۸ میں حضرت شیخ دامت برکاتہم نے کراچی کا اصلاحی دورہ فرمایا۔
اس دورہ کے دوران مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۸ ء بمطابق ۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ ھ کو عصر کی نماز کے بعد بھائی اعجاز عثمان کے ہاں ایک نشست ہوئی ۔جس میں تصوف کے متعلق اہم امور پر گفتگو ہوئی ۔

مجلس کے بعد بھائی شہریار نے حضرت جی سے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اتنی قیمتی گفتگو اگر ریکارڈ ہو جاتی تو بہت ہی اچھا ہوتا ۔حضرت جی نے فرمایا کہ بھئی اپنی یادداشت کو استعمال کر کے اہم چیزیں تحریر کرلو۔

بھائی شہریار نے ہمت کر کے اس مجلس میں ہونے والی گفتگو کے اہم نکات قلمبند کیے ۔حضرت جی دامت برکاتہم نے اس پر نظر ثانی فرمائی ۔آپ کے فرمان کے مطابق گو تمام باتیں تو نہیں آ ئیں لیکن ماشاء اللہ تمام ضروری باتیں تحریر میں آ گئی ہیں ۔

یہ مجلس بوقت عصر اعجاز بھائی کے گھر مندرجہ بالا دن منعقد ہوئی ۔ اس وقت حضرت جی دامت برکاتہم العالیہ سے ملنے کیلئے علماء حضرات تشریف لائے ہوئے تھے ۔ جن میں مولانا عبد الرحمان صاحب (پٹھان کالونی والے)،مولانا سبحان محمود صاحب، مولانا فتح اللہ صاحب،مولانا عتیق صاحب (امام مسجد بلیز ہائیٹ فلیٹ) اور ایک اور عالم بھی شامل تھے ۔

☆ دوران گفتگو حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی ملاقات پر جب میں بگرام حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ ''شریعت حاکم ہے جن وانس پر،شریعت اصل ہے ۔طریقت شریعت کی لونڈی ہے ۔طریقت

شریعت پر ڈالنے کے لئے ہے ہٹانے کے لئے نہیں"۔

☆ تصوف سے مقصود دل کی اصلاح ہے۔طریقت سے ایسی قوت دل میں آجاتی ہے کہ شریعت مطہرہ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت جی سے اس سلسلے میں مولانا صحبان محمود صاحب نے لطائف کے تعلق سے عرض کیا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بوادر النوادر جس کا پڑھنا آپ نے تجویز کیا تھا وہ پوری طرح سمجھ نہیں آسکی ۔حضرت جی نے استفسار کیا کہ لطیفہ کسے کہتے ہیں؟ اس کے کیا لغوی معنیٰ ہیں؟ مختلف جوابات حضرات علماء کرام کی طرف سے آئے۔جس کا لب لباب یہ تھا کہ لطیفہ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو دیکھی نہ جا سکے یعنی غیر مدرَکہ کو۔حضرت جی نے مزید ارشاد فرمایا کہ جب میں نیا نیا بیعت ہوا تھا تو ہمارے علاقے کی مسجد میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہء قادریہ کا حلقہ ہوا کرتا تھا۔ میں نے اپنے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے شریک ہونے کے متعلق اجازت مانگی تو ہمارے سلسلے میں بڑا توسّع ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہمارا حلقہ ہے آپ ضرور شریک ہوں۔اس حلقے میں ایک مرتبہ مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ کا کون سا سبق ہے ہمارا سلسلہ سادہ سادہ ہے۔اس سلسلے میں زور بس ذکر قلبی پر اور دل کی اصلاح پر دیا جاتا ہے۔لطائف وغیرہ کا تذکرہ اتنا نہیں ہوتا تو میں نے ان سے یہی کہا کہ ہمیں تو بس یہ ذکر بتا دیا گیا ہے۔پھر یہ بات میں نے اپنے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی تو انہوں نے با قاعدہ تصویر بنا کر

دکھائی کہ جیسے ریل کا انجن ہوتا ہے اس کے پیچھے اس کے ڈبے ہوتے ہیں اسی طرح دل کی مثال بھی ریل کے انجن کی طرح ہے اور دیگر لطیفوں کی مثال ڈبوں کی۔حدیث شریف میں بھی صرف دل کا ذکر آیا ہے۔اسی طرح جب دل پر محنت ہوتی ہے تو دیگر لطائف خود بخود منور ہو جاتے ہیں۔پھر حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ باقی کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو اگر نظر باطنی ہے تو آپ کے دیگر لطائف کی حالت خود دیکھ لے۔

☆ اسی سلسلے میں ایک سوال مولانا صحبان صاحب نے دریافت کیا کہ بعض علماء اشکال کرتے ہیں کہ یہ سلاسل حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں تو نہیں تھے۔بعض حضرات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا بھی انکار کرتے ہیں تو اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ سلسلے کے مشائخ کا ربط جو ظاہر کیا جاتا ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کس بزرگ نے کس کی صحبت اٹھائی۔شجرہ جو سلاسل میں محفوظ رکھا جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسے محدثین کرام کی سند۔جیسے محدثین کرام اپنی حدیث کا تعلق حضور نبی کریم ﷺ سے ظاہر کرتے ہیں اسی طرح حضرات صوفیائے کرام بھی اپنے سلاسل کا ربط حضور نبی کریم ﷺ سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس طریق سے اصلاح کا یہ طریقہ ہم تک پہنچا۔ہمارے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ جو سلاسل میں شجرہ محفوظ رکھا جاتا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ ہمارے اس پورے سلسلے میں کوئی پیر بدعتی نہیں گزرا۔بس صرف یہ ہی مقصد اس شجرے کا ہے اور کچھ نہیں۔ہمارا

شجرہ ہمارے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم کیا ہے اس میں واسطے نہیں جیسا کہ بعض دیگر سلاسل میں معروف ہیں۔ پھر حضرت جی نے پورا شجرہ پڑھکر سنایا کہ دیکھ لیں کہیں کوئی واسطہ نہیں آیا۔ مزید فرمایا کہ شجرے کے سلسلے میں حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات شجرے کے ذیل میں تحریر فرمائی ہے۔

☆ سلاسل کے حوالے سے حضرت جی نے فرمایا کہ یہ سب علاج کے طریقے ہیں جیسے ہومیوپیتھی، ماڈرن سائنس، حکمت اور آکوپنکچر۔ اب جو بھی طریقہ اپنایا جایگا اس سے مقصود صرف ایک ہے کہ آدمی شفاء پا جائے اور صحتمند ہو جائے بس یہی ان سلاسل کا حال ہے کہ یہ سب نفس کی اصلاح کے طریقے ہیں۔ جیسے بعض معالج کہتے ہیں کہ مریض بیمار اس لئے ہے کہ وہ کمزور ہو گیا ہے تو اگر مریض کو طاقت دی جائے تو مرض خود بخود دور ہو جایگا۔ اسی طرح بعض معالج اس کا عکس کہتے ہیں کہ پہلے مرض کا ازالہ کیا جائے پھر طاقت کی دوا دی جائے۔ یہی مثال نقشبندی اور چشتی سلسلے کی ہے۔ نقشبندی اول ہی ذکر بتا دیتے ہیں تا کہ ایمان میں کچھ طاقت ہو تو برائیوں سے بچائے اور چشتی پچھلے زمانے میں پہلے سخت مجاہدہ کرواتے تھے تا کہ تمام رذائل دور ہو جائیں پھر ذکر بتاتے تھے تا کہ تعلق مع اللہ مضبوط ہو جائے۔ یعنی پہلے تصفیہ پھر تحلیہ مگر اب قوی ضعیف ہو گئے ہیں اس لئے اب اتنا مجاہدہ نہیں کروایا جاتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اب چشتی بھی نقشبندی ہو گئے ہیں۔ بعض سلسلوں سے بعض افراد کی مناسبت بھی ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت مولانا منیر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں مگر سمجھ نہیں آتا

کہ کس سلسلے میں ہوں؟ تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں اس سے واضح ہو جائیگا کہ آپ کو کس سلسلے سے مناسبت ہے۔ بتایئے کہ اگر ایک کھیت ہے اس میں جھاڑ جھنکار ہے تو اسکو کام میں لانے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ پہلے سب جھاڑ جھنکار صاف کرلیا جائے پھر بیج ڈالا جائے یا پہلے بیج ڈالا جائے پھر ساتھ میں صفائی کی جائے تا کہ جب تک کچھ صفائی ہو اتنے کچھ پیداوار بھی حاصل ہو جائے۔ تو آپ ان دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ اختیار کرینگے مولانا نے کہا کہ صفائی پتہ نہیں کب تک ہوگی کون اتنا انتظار کرے میں تو پہلے بیج بونے کو ترجیح دوں گا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر آپ کو نقشبندی سلسلے میں بیعت کرنی چاہیئے وہ پہلے ذکر بتاتے ہیں۔ باقی معالج علاج کے سلسلے میں کسی خاص سلسلے کا پابند نہیں ہوتا۔ ہمارے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ مجتہد ہوتا ہے وہ مریض کی ضرورت کو دیکھ کر علاج تجویز کرتا ہے۔

☆ سلاسل کے تعلق سے ایک جگہ اور حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ یہ سلاسل چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور قادریہ یہ سب تعارف کے لئے ہیں ان کے علاج کے طریقے مختلف ہیں مگر مقصود سب کا ایک ہے جیسے کہا جاتا ہے نقشبندیہ مجددیہ یہ بھی تعارف کے لئے ہے کہ ہندوپاک میں سلسلہ نقشبند حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے سوال کیا کہ ٹنڈوالہ یار میں ایک بزرگ تسبیح کے دانے زور سے مارتے ہیں تو اس کا کیا مقصد ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت فضل قریشی

رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا وہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں تو اس سے کھیلتا ہوں تم کھیلنا چاہتے ہو تو تم بھی کھیل لو۔ مطلب یہ کہ انھیں اس سے ذکر میں کچھ جذبہ پیدا ہوتا تھا اگر کسی اور کو ہو وہ بھی کرلے باقی اس کی حقیقت کچھ نہیں۔ اس حوالے سے ضروری بات یہ ہے کہ ذرائع کو ذرائع کا درجہ دیں اور مقصود کو مقصود کا۔ بعض لوگ ذرائع کو مقصود سمجھ لیتے ہیں اور اسی میں پھنسے رہتے ہیں۔

☆ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے ایک اور سوال بھی کیا کہ یہ سلسلوں کی بابت فرمایا گیا ہے کہ مجددیہ کا اضافہ تعارف کے لئے ہے تو کیا اس سلسلے میں کوئی فرق بھی ہے تو حضرت جی نے فرمایا کہ سلسلہ نقشبند ہندوپاک میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہکے ذریعے پھیلا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے جو سلسلہ مزید پھیلا وہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ سے معروف ہوا اور جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت آدم بنوریؒ سے پھیلا وہ نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ سے مشہور ہوا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تفصیل ہے جبکہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہکے یہاں اجمال ہے۔ اس سے اوپر چلے جائیں تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اجمال ہے۔ حضرت ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ دعوت وعزیمت میں لکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ بنوریہ سلسلہ احسنیہ کہلایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سب اسی سلسلے میں تھے۔ یہ اجمال اور تفصیل کا تعلق طبائع سے ہوتا ہے۔ مکاتیب رشیدیہ میں دیکھیے جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے

مکاتیب ہیں جو آپ نے اپنے خلفاء کو لکھے یعنی حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا صدیق احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تو اس میں ایک جگہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کے جواب میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ آپ مولانا صدیق کی کیفیات کی حرص نہ کریں وہ ان حالات سے گزر کر جس مقام پر پہنچیں گے وہ آپ کو الحمد للہ حاصل ہے۔ جو کیفیات مولانا صدیق تحریر فرماتے ہیں ان سے میں بھی مدت العمر نا آشنا رہا۔ آپ کی کیفیات مجھ سے زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ آپ کو احسان کا سلوک حاصل ہے۔

☆ سلوک کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک نور کا سلوک اور دوسرا احسان کا سلوک۔ احسان کا سلوک ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو حاصل تھا۔ نور کا سلوک خطرناک ہے۔ حضرت نے آگے ارشاد فرمایا کہ تفصیلی سلوک میں خطرہ لگا رہتا ہے مثلاً کوئی شخص کہیں جانے کا قصد کرے تو راستے میں کئی مقامات اور منازل آئیں گی۔ اگر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر سیدھا اپنے مقصود کو پہنچے تو وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو درمیان میں گھومتا گھومتا سیر کرتا آئے۔ یہ گھومنے والا خطرے میں ہے کہ کہیں رستے میں کسی چیز سے دل لگا کر منزل کو بھلا نہ بیٹھے۔

☆☆☆☆☆☆☆